رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد | دارالامان قادیان مورخہ ۳۱ - مئی سنہ ۱۹۰۶ء | نمبر

نبی معصوم اور زندہ رسول

علیہ الصلوٰۃ والسلام

یا

فتح اسلام اور کسر صلیب

یہ امر مشیت ایزدی میں مقدر ہو چکا تھا کہ آخری دنوں میں جب اسلام کمزور ہو جائے گا اور عیسائیت (جس کا دوسرا نام دجل اور باطل بھی ہے) اپنے پورے زور اور طاقت کے ساتھ اسلام پر ٹوٹ پڑے گی اُس وقت خدا تعالے کا مامور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس لکڑی کی عظمت کو توڑ دے گا جو عیسائیت کے نزدیک ایک راستباز کو ملعون بنا کر

اُن کی نجات کا موجب ہوئی ہے وہ کیا؟ صلیب! جس پر مسیح اسرائیلی نابکار یہودیوں کے ہاتھوں لٹکایا گیا یہ زمانہ جس میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں وہی زمانہ ہے جو صلیبی فتنوں کا مجموعہ اور بایںہمہ مسیح موعود کے وجود باجود کے سبب رحمت آلہی کی نزول کا زمانہ اور لیلۃ القدر کے ہم رنگ ہے مسیح موعود کے آنے کے ساتھ ہی مذہبی مناظرات کی تحریکوں کا خیال برق لامع کی طرف ہر مذہب کے پیرووں کے دلوں میں دوڑ گیا ہے۔ چنانچہ ان دنوں ایک عظیم الشان تحریک لاہور میں ہوئی لاہور کے **لاٹ پادری** (بشپ صاحب) نے لاہور میں ایک جلسہ ۱۸ رمئی سنہ ۱۹۰۶ء کو کیا اس جلسہ میں انہوں نے "نبی معصوم" کے مضمون پر لیکچر دیا

اور اختتام لیکچر پر مسلمانوں کو اعتراض کرنے کے لئے چیلنج کیا۔ ہم اس مضمون میں اس جلسہ یا اس کے بعد کے دوسرے جلسہ منعقدہ ۲۷ رمئی سنہ ۱۹۰۶ء کی مفصل روئداد نہ لکھیں گے۔ کیونکہ ہم ان دونو جلسوں کی مفصل روئداد ایک رسالہ کی صورت میں مرتب کر رہے ہیں جو انشاء اللہ تعالے ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۶ء تک شائع ہو جاوے گا اس مقام پر ہم مختصر ذکر کریں گے تاکہ ہمارے دوستوں کو اطلاع ہو جاوے۔

بہرحال ۱۸ رمئی سنہ ۱۹۰۶ء کو لاٹ پادری صاحب نے اپنا لیکچر ختم کر لینے کے بعد مسلمانوں کو اعتراض کرنے کی دعوت کی اور نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے غیرت اور سچا جوش جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود

اور اس کی پاک جماعت کے لیے مقدر کر لیا ہوا ہے اور **فتح اسلام** اسی **مبارک الشان** [illegible] لکھی جا چکی ہے۔ بشپ صاحب کی اس دعوت پر ہمارے مکرم و معظم بھائی **مفتی محمد صادق** صاحب جو اپنے نام کی طرح صدق و صفا کے رنگ سے رنگین اور حضرت امام صادق کی محبت سے سرشار ہیں بشپ صاحب کی تقریر کا جواب دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ بشپ صاحب کی تقریر ہم اُسی مفصل رویداد میں چھاپیں گے۔ لیکن اس کا خلاصہ وہی ہے جو برسوں پہلے "نبی معصوم" نام ایک رسالے میں عیسائیوں نے نکالا ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام معاذ اللہ۔ گنہگار رہیں اور صرف مسیح گناہ سے پاک اور معصوم ہے یہ مسئلہ عیسائیوں کو اس لئے تراشنا پڑتا ہے کہ مسیح مصلوب کی صلیبی موت سے جو یہودیوں کے نزدیک لعنتی موت ہے فائدہ اٹھائیں اور اپنی [illegible] کر چین اڑائیں۔ بشپ صاحب نے عیسائیوں کے عام مسلک پر اپنی طرف سے تمام مقدس راستبازوں اور خدا تعالےٰ کے مامور مرسلین کی توہین اور ہتک میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور سارا زور اور طاقت ان کے گنہگار ثابت کرنے میں صرف کیا اور مسیح کی (باوجودیکہ وہ خود نیک ہونے سے انکار کرتا ہے) عصمت پر زور دیا۔ حضرت مفتی صاحب نے بشپ صاحب کی تقریر کا جواب دیا مفصل تو اُسی رویداد میں درج ہوگا مگر مختصر طور پر یوں ہے کہ۔ **مسیح کی عصمت** پر زید و بکر کے حوصلے دینا کوئی سود مند بات نہیں ہو سکتی یعنی لوقا یا مرقس کی لکھی ہوئی باتیں مفید مطلب نہیں بہتر یہ ہے کہ خود مسیح کے اپنے منہ کے الفاظ دیکھے جاویں کہ وہ اپنی طہارت اور پاک بازی کی بابت کیا کہتا ہے۔ اس پر مفتی صاحب نے مسیح کے وہ الفاظ انجیل سے پیش کئے جو انہوں نے ایک ارادت مند کے جواب میں فرمائے ہیں جس نے آپ کو نیک کہا تھا۔ یعنی مسیح نے کہا کہ مجھے نیک مت کہو۔ اس کے علاوہ اور بہت سے دلائل انجیل سے دئے پھر قرآن کریم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلےٰ درجہ کی پاک بازی طہارت اور مسئلہ عصمت پر پُرزور دلائل دئے اور استغفار کی حقیقت اور ذنب کے معنوں پر مبسوط تقریر فرمائی اور بتلایا کہ ذنب خطا جرم جناح وغیرہ سب الفاظ کا ترجمہ گناہ کیا جاتا ہے حالانکہ یہ محض غلط ہے اور آخر میں بتلایا کہ قرآن کریم میں صرف ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی ایک نبی ہیں جنکی عصمت پر خدا تعالےٰ نے صاف لفظوں میں زور دیا ہے اور فرمایا ہے **واللہ یعصمک من الناس** اور قرآن کریم نے تمام انبیاء علیہم السلام کو جرم اور جناح سے محفوظ ثابت کیا ہے کوئی لفظ ان کے لئے کہیں مستعمل نہیں ہوا۔ مفتی صاحب کی تقریر نے بشپ صاحب کو لاجواب کر دیا۔ اور اس طرح پر اس جلسہ میں **اسلام کی فتح ہوئی** جو اُس مامور کے ایک خادم کے نام لکھی گئی جو مسیح موعود کے نام سے دنیا میں آیا ہے۔

حضرت اقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو جب یہ خبر پہونچی۔ تو آپ نے اس پر ایک اشتہار "بشپ صاحب لاہور سے ایک سچے فیصلہ کی درخواست" کے عنوان سے شائع کیا۔ وہ اشتہار ہمارے دوستوں تک پہونچ چکا ہے۔ اس کا اندراج یہاں ضرور نہیں ہے۔ اس اشتہار کی عظمت اور اس کا جو اثر پبلک پر پڑا وہ ہم رویداد میں لکھیں گے۔

دوسرا جلسہ ۲۵ رمئی سنہ ۱۹۰۰ء کو رنگ محل میں ہوا اس جلسہ کے لیے **زندہ رسول** کا مضمون منتخب کیا گیا تھا اس جلسہ کے واسطے لاہور کے بعض مسلمانوں نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کو بھی بلایا تھا اس سے اتنا معلوم ہو گیا کہ لاہور بھر میں کوئی ایک مولوی بھی اس قابل نہیں تھا جو عیسائیوں کے حملہ کا جواب دے لاہور کی اسلامی انجمنیں ایک بھی خادم دین پیش نہ کر سکیں افسوس!

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اول تو یہ کوشش کرنی چاہی کہ مسلمانوں کو اس جلسہ میں جانے ہی سے روکیں مگر جب اُن کی پیش نہ گئی تو انہوں نے اور اُن کے بلانے والوں نے متفق طور پر یہ فیصلہ کیا کہ زندہ رسول پر حضرت اقدس کی جماعت جواب دے اور کوئی نہ بولے۔ **نبی معصوم** پر مولوی ثناء اللہ صاحب گفتگو کریں۔ حضرت اقدس نے زندہ رسول پر بھی ایک مضمون لکھدیا تھا جو صرف ذخیرہ گفتگو میں کہا گیا۔ یہ مضمون ہمارے ایمان میں ایک نشان اور ایک عظیم الشان نشان ہے کیونکہ بشپ صاحب کی کل تقریر کا لفظ بلفظ جواب ہے۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ بشپ صاحب کی تقریر اُن کے دل میں ہوگی جس کا علم علیم خدا کے سوا بشپ صاحب کو بھی نہ ہوگا۔ مگر اس مرد خدا نے (خدا کی بے انتہا برکتیں اس پر نازل ہوں) اُس تقریر کا جواب لکھا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے ہم خدائے لایزال کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ یہ جواب لاریب اللہ تعالےٰ کے القاء اور خاص تائید سے لکھے جانے کا ایک بیّن ثبوت ہے اور اس کا ثبوت اُسوقت نہایت ہی واضح ہوگا جب ہم رویداد میں بشپ صاحب کی تقریر چھاپیں گے اور پھر یہ جواب

اس کے ساتھ ہوگا۔

مفتی صاحب نے بڑی ہمت اور کوشش سے اس جواب کو (جو قلمی لکھکر دیا گیا تھا) چھپوالیا۔ اور یہ مطبوعہ جواب عین اُسوقت ملا جب بشپ صاحب کی تقریر ختم ہوئی۔ جس انداز سے مفتی صاحب نے اسکو ادا کیا وہ بھی خدا تعالے کا خاص فضل تھا غرض ایک بڑے عظیم الشان مجمع میں جو تین ہزار سے زائد آدمیوں کا مجمع تھا نمایاں اور روشن طور پر **اسلام کی فتح** ہوئی اور اس کسر صلیب کا تاج مسیح موعود کے سر پر رکھا گیا۔

اللھم صل علے محمد واحمد وعلے ال محمد واحمد انک حمید مجید۔

اس کے جواب میں بشپ صاحب نے کیا فرمایا وہ جواب ہے کچھ نہیں صرف یہ کہا کہ میں نے یہ باتیں آج ہی سنیں۔ میں ان کا کیا جواب دوں اور یہ کہ میں مسلمانوں میں اختلاف بڑھانا نہیں چاہتا ہوں۔

ہم بشپ صاحب کے جواب کی حقیقت انشاءاللہ تعالے رویداد میں کھولیں گے۔

بشپ صاحب نے اس کا جواب دیکر جلسہ برخاست کیا۔

الغرض جلسہ میں امام الزمان سلمہ الرحمن کے ہاتھ پر اسلام کی فتح اور کسر صلیب ہوئی

ہم نہایت صدق دل کے ساتھ حضرت امام الوقت کو مبارکباد دیتے ہیں۔ پھر ہم مفتی صاحب اور اپنی تمام جماعت کو مبارکباد دیتے ہیں کہ یہ فتح اُن کے نام سے ہوئی اور خدا تعالی نے اپنا روشن نشان اُن کے ایمان اور معرفت کی ترقی کے لئے ظاہر کیا۔ اب وہ وقت قریب ہے کہ مسیح موعود کی برکت دنیا میں پھیلے اور زمین اور آسمان میں اس کی مبارکی کا ترانہ گونج اُٹھے خدا تعالی کا احسان اور شکر ہے کہ اس نے ہم کو اس نشان کے دیکھنے کی توفیق عطا فرمائی جو ہمارے ایمان اور بصیرت کی ترقی کا موجب ہوا۔ اللھم زد فزد۔

اب ہم یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ کل رویداد مفصل بطور رسالہ مرتب ہو رہی ہے اور ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۰ء تک انشاءاللہ تعالے ضرور شائع ہو جاوے گی اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں اور حضرت اقدس کا مضمون متعلق زندہ رسول ذیل میں درج کرتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب بشپ صاحب کے لیکچر زندہ رسول پر کچھ ضروری بیان

چونکہ مسلمانوں کو بھی اس تقریر کے بعد میں بات کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔ اس لئے مختصراً میں بھی کچھ بیان کرتا ہوں۔ بشپ صاحب کی طرف سے یہ دعوی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ اپنے جسم خاکی کے ساتھ آسمان کی طرف چلے گئے تھے۔ مگر افسوس کہ ہم کسی طرح اس دعوے کو قبول نہیں کر سکتے نہ عقل کے رو سے نہ انجیل کے رو سے اور نہ قرآن شریف کے رو سے۔ عقل کے رو سے اسلئے کہ حال اور گذشتہ زمانہ کے تجارب ثابت کرتے ہیں کہ انسان سطح زمین سے چھ میل تک بھی اوپر کی طرف صعود کرکے زندہ نہیں رہ سکتا اور یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے وجود کی کوئی ایسی خاص بناوٹ تھی جس سے کہ زمہریر کی سردی ان کو ہلاک نہیں کر سکتی تھی بلکہ برخلاف اس کے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تمام انسانوں کی طرح وہ کھاتے اور پیتے اور بھوک اور پیاس سے متاثر ہوتے تھے۔

یہ تو عقل کی رو سے ہم نے بیان کیا اور انجیل کے رو سے اس لئے یہ دعوی قبول کرنے کے لائق نہیں کہ اول تو انجیلیں چالیس سے بھی کچھ زیادہ ہیں جن میں سے حضرات عیسائی صاحبوں کی رائے میں چار صحیح اور باقی جعلی ہیں۔ لیکن یہ محض الکہائی ہے جس کی تائید میں کافی وجہ شائع نہیں کی گئیں۔ اور نہ وہ تمام انجیلیں چھاپ کر عام طور پر شائع کی گئی ہیں تا پبلک کو رائے لگانے کا موقع ملتا پھر قطع نظر اس کے یہ چار انجیلیں جن کے بیان پر بھروسہ کیا گیا ہے یہ بھی کھلی کھلی اور یقینی شہادت اس بات کی نہیں دیتیں کہ درحقیقت حضرت مسیح آسمان پر مع جسم عنصری چلے گئے تھے۔ ان انجیلوں نے کوئی جماعت دو یا چار ثقہ آدمیوں کی پیش نہیں کی جنکی شہادت پر اعتماد ہو سکتا اور اس واقعہ کے ذاتی اور عینی روئت کے مدعی ہوتے۔ پھر انھیں انجیلوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح ایک چور کو تسلی دیتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ بہشت میں روزہ کھولے گا۔ بہت خوب۔ مگر اس سے لازم آتا ہے کہ یا تو چور بھی جسم عنصری کے ساتھ بہشت میں گیا ہو اور یا حضرت مسیح چور کی طرح محض روح کے ساتھ بہشت میں گئے ہوں۔ پھر اس صورت میں جسم کے ساتھ جانا صریح باطل یا یوں کہو کہ چور تو بدستور بہشت میں روحانی رنگ میں رہا۔ لیکن حضرت مسیح تین دن بہشت میں رہ کر پھر اس سے نکالے گئے اسی طرح اور کئی قسم کے مشکلات اور پیچیدگیاں ہیں جو انجیل

سے پیدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح فوت ہونے پر بہشت کی طرف نہیں گئے تھے بلکہ دوزخ کی طرف گئے تھے اس سے سمجھا جاتا ہے کہ غالباً وہ بھی دوزخ کی طرف گیا ہوگا۔ کیونکہ وہ تو دوزخ کے لائق ہی تھا۔ پس حق بات یہی تھی کہ انجیل کے متناقض بیان نے انجیل کو بے اعتماد کر دیا ہے حضرت مسیح کا صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو ملنا۔ کباب کھانا۔ زخم دکھلانا۔ سڑک پر چلنا۔ ایک گاؤں میں رات اکٹھے رہنا جو انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ وہ امور ہیں جو قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں جو حضرت مسیح آسمان پر نہیں گئے اور قرآن شریف تو ہمیں بار بار یہ بتلاتا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہوگئے ہیں۔ ہاں جو رفع ایماندار لوگوں کے لئے موت کے بعد ہوا کرتا ہے وہ ان کے لئے بھی ہوا جیسا کہ آیت يعيسى انى متوفيك و رافعك الىّ سے سمجھا جاتا ہے کیونکہ لفظ رافعك قرآن شریف میں لفظ متوفيك کے بعد مذکور ہے اور یہ قطعی قرینہ اس بات پر ہے کہ یہ وہ رفع ہے جو وفات کے بعد مومنوں کے لئے ہوا کرتا ہے اصل جڑ اس کی یہ تھی کہ یہودی حضرت مسیح کے رفع روحانی کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ وہ سولی دئے گئے تھے تو بموجب حکم توریت کے وہ اس رفع سے بے نصیب ہیں جو مومنوں کو موت کے بعد خدا کی طرف سے بطور انعام ہوتا ہے اور خدا کے قرب کے ساتھ ایک پاک زندگی ملتی ہے سو ان آیات میں یہودیوں کے اس خیال کا اس طرح پر رد کیا گیا کہ مسیح صلیب کے ذریعہ قتل نہیں کیا گیا تھا اور اس کی موت صلیب پر نہیں ہوئی اسلئے وہ توریت کے اُس حکم کے نیچے نہیں آسکتا کہ جو شخص سولی پر چڑھایا جاوے اُس کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوتا بلکہ وہ لعنتی ہو کر جہنم کی طرف جاتا ہے اب دیکھو کہ جسمانی رفع کا اس جگہ کوئی جھگڑا نہ تھا اور یہودیوں کا بھی یہ مذہب نہیں تھا اور نہ اب ہے کہ جو شخص سولی پر لٹکایا جاوے اُس کا جسمانی طور پر رفع نہیں ہوتا یعنی وہ مع جسم آسمان پر نہیں جاتا کیونکہ یہودیوں نے جو حضرت مسیح کے اُس رفع کا انکار کیا جو ہر ایک مومن کے لئے موت کے بعد ہوتا ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ یہودیوں اور نیز مسلمانوں کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ ایماندار کا فوت کے بعد خدا کی طرف رفع ہو جیسا کہ آیت لا تفتح لهم ابواب السماء صریح دلالت کرتی ہے اور جیسا کہ ارجعی الی ربك راضية مرضية میں بھی یہی اشارہ ہے لیکن جسمانی رفع [illegible] اور نیز مسلمانوں کے نزدیک بھی نجات کے لئے شرط نہیں ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ کا جسمانی رفع نہیں ہوا تو کیا وہ یہودیوں کے نزدیک نجات یافتہ نہیں ہیں غرض اس قصہ میں اکثر لوگ حقیقت کو چھوڑ کر کہیں کے کہیں چلے گئے ہیں۔ قرآن شریف ہرگز اس عقیدہ کی تعلیم نہیں کرتا کہ نجات کے لئے جسمانی رفع کی ضرورت ہے اور نہ یہ کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں۔

قرآن نے کیوں قصہ کو چھیڑا

اس کا فقط یہ سبب تھا کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں روحانی طور پر رفع اور عدم رفع میں ایک جھگڑا تھا۔ یہودیوں کو یہ حجت ہاتھ آگئی تھی کہ یسوع مسیح سولی دیا گیا ہے لہٰذا وہ توریت کی رو سے اس رفع کا جو ایمانداروں کا ہوتا ہے بے نصیب ہے اور اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ وہ سچا نبی نہیں ہے جیسا کہ وہ اب بھی سولی کا واقعہ بیان کر کے یہی مقام توریت کا پیش کرتے ہیں اور میں نے اکثر یہودیوں سے جو دریافت کیا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہمیں جسمانی رفع سے کچھ غرض نہیں ہم تو یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ شخص توریت کے رو سے ایماندار اور صادق نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ سولی دیا گیا۔ پس توریت فتویٰ دیتی ہے کہ اس کا رفع روحانی نہیں ہوا۔ بمبئی اور کلکتہ میں بہت سے یہودی موجود ہیں جس سے چاہو پوچھ لو یہی جواب دے گا سو یہی وہ جھگڑا تھا جو فیصلہ کے لائق تھا خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان الفاظ سے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا ہے کہ یا عیسیٰ انی متوفيك و رافعك الیّ یعنی یہ کہ وفات کے بعد حضرت مسیح کا رفع [illegible] ایماندار [illegible] گروہ میں سے ہے نہ ان میں سے جن پر آسمان کے دروازے بند ہوتے ہیں مگر جسمانی طور پر کسی کا آسمان میں جا بیٹھنا نجات کے مسئلہ سے کچھ بھی تعلق اسکو نہیں اور نہ قرب الٰہی اس سے ثابت ہوتا ہے۔ آجکل تو ثابت کیا گیا ہے کہ آسمان پر بھی مجسم مخلوق رہتی ہیں جیسے زمین پر تو آسمان پر رہنے سے وہ سب نجات یافتہ ہیں۔ باایں ہمہ یہ خیال سخت غیر معقول ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ حضرت مسیح کے جسم کو آسمان پر پہونچادے تو چاہئے تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کے جسم کے تمام ذرات کو محفوظ رکھتا اور کوئی ذرہ ان کے جسم میں سے تلف ہونے نہ پاتا اور نہ تحلیل ہوتا۔ تا یہ ظلم صریح لازم نہ آتا کہ بعض حصے مسیح کے جسم کے خاک میں اور بعض حصے آسمان پر

اُٹھائے گئے اور اگر مسیح کے جسم کے ذرات تحلیل نہیں ہوئے تو کم سے کم صلیب کے وقت میں حضرت مسیح کا جسم پہلے جسم سے دس حصّہ زیادہ چاہئے تھا۔ کیونکہ علم طبعی کی شہادت سے یہی ثبوت ملتا ہے اور یہ ثابت شدہ امر ہے کہ تین برس کے بعد پہلے جسم کے اجزا تحلیل ہو کر کچھ تو ہوا میں ملجاتے ہیں اور کچھ خاک ہو جاتے ہیں۔ سو چونکہ مسیح نے تینتیس برس کے عرصہ میں دس جسم بدلے ہیں اُس کے آخری جسم کو آسمان پر پہونچانا اور پہلے جسم کو خاک میں ملانا یہ ایک ایسی بیہودہ حرکت ہے جس کی غلطی یقیناً بشپ صاحب کو بھی معلوم نہیں ہوگی۔ اب جبکہ عقل اور انجیل اور قرآن شریف سے حضرت مسیح کا آسمان پر مع جسم جانا ثابت نہیں بلکہ اس عقیدہ پر عقلی اور نقلی طور پر سخت اعتراضات کی بارش ہوتی ہے تو اس خیال کو پیش کرنا میرے نزدیک تو قابل شرم امر ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم لوگ اس طرح پر اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر نہیں لے جاتے اور نہ روحانی قربوں کے لئے اس کی کچھ ضرورت ہے۔ مگر روحانی زندگی کے لحاظ سے ہم تمام نبیوں میں سے اعلے درجہ پر اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ سمجھتے ہیں اور قرآن شریف کی آیۃ **وآخرین منھم لما یلحقوا بھم** میں اسی زندگی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کیونکہ اس کا یہی مطلب ہے کہ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باطنی فیض پایا ایسا ہی آخری زمانہ میں ہوگا کہ مسیح موعود اور اُس کی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پائیں گے۔ جیسا کہ اب ظہور میں آرہا ہے اور ایک بڑی دلیل حیات پر کہ صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طور پر اعلے زندگی سکھتے ہیں کہ۔ دوسرا کوئی نہیں رکھتا آپ کی تاثیرات اور برکات کا زندہ سلسلہ ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سچے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کر کے خدا تعالیٰ کے مکالمات سے شرف پاتے ہیں اور خوارق العادت خوارق اُنسے صادر ہوتے ہیں اور فرشتے ان سے باتیں کرتے ہیں۔ دعائیں انکی قبول ہوتی ہیں۔ **اس کا نمونہ ایک میں ہی موجود ہوں کہ کوئی قوم اس بات میں ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی**

یہ تو دلیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر ہے مگر حضرت مسیح کی زندگی پر کونسی دلیل آپ کے پاس ہے اتنا بھی تو نہیں کہ کوئی پادری صاحب یا مسیح! یا مسیح! کر کے پکاریں اور آسمان سے مسیح کی طرف سے کوئی ایسی آواز آوے کہ تمام لوگ سُن لیں اور اگر اس قدر ثبوت بھی نہیں تو محض دعوے قابل التفات نہیں۔ اس طرح پر تو سکھ صاحب بھی کہتے ہیں کہ بابا نانک صاحب زندہ آسمان پر چلے گئے پھر جب ہم ان سب باتوں سے الگ ہو کر ہو کر **تاریخی** سلسلہ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ سارے پردے درمیان سے اُٹھ کر کھلی کھلی حقیقت نظر آجاتی ہے۔ کیونکہ تاریخ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر نہ جانے کے **تین گواہ** ایسے پیش کئے ہیں جن سے قطعی طور پر یہ فیصلہ ہوگیا ہے کہ بات صرف اتنی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے اُس قول کے مطابق کہ اُن کا قصہ یونس نبی کے قصہ سے مشابہ ہے قبر میں مردہ داخل ہونے کی حالت میں داخل نہیں ہوئے تھے جیسا کہ یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں مردہ ہونے کی حالت میں داخل نہیں ہوا تھا اور نہ قبر میں مرے جیسا کہ یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں نہیں مرا تھا بلکہ یونس نبی کی طرح زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے کیونکہ ممکن نہیں کہ مسیح نے اس مثال کے بیان کرنے میں جھوٹ بولا ہو۔

اس واقعہ پر پہلا گواہ تو یہی مثال ہے کہ مسیح کے موہنہ سے نکلی کیونکہ اگر مسیح قبر میں مردہ ہونے کی حالت میں داخل کیا گیا تھا تو اس صورت میں یونس سے اُس کو کچھ مشابہت نہ تھی۔ پھر دوسرا گواہ اس پر مرہم عیسیٰ ہے یہ ایک مرہم ہے جس کا ذکر عیسائیوں اور یہودیوں اور مجوسیوں اور مسلمانوں کی طب کی کتابوں میں اس طرح پر لکھا گیا ہے۔ کہ یہ حضرت مسیح کے لئے یعنی اُن کی چوٹوں کے لئے طیار کی گئی تھی۔ اور یہ کتابیں ہزار نسخے سے بھی کچھ زیادہ ہیں جنمیں سے میرے پاس بھی بہت سی ہیں اس مرہم سے جس کا نام مرہم عیسیٰ ہے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر جانے کا سارا قصہ غلط اور عوام کی خود تراشیدہ باتیں ہیں سچ صرف اسقدر ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر وفات پانے سے تو بچ گئے تھے مگر آپ کے ہاتھوں اور پیروں پر کچھ زخم ضرور آئے تھے اور وہ زخم مرہم عیسیٰ کے لگانے سے اچھے ہوگئے۔ آپ کی حواریوں میں سے ایک ڈاکٹر بھی تھا غالباً یہ مرہم اُس نے تیار کی ہوگی۔ چونکہ مرہم عیسیٰ کا ثبوت ایک علمی پیرایہ میں ہم کو ملا ہے جس پر تمام قوموں کے کتب خانے گواہ ہیں۔ اس لئے یہ ثبوت بڑی قدر کے لائق ہے۔

تیسرا تاریخی گواہ حضرت مسیح کے آسمان پر نہ جانے کا یوز آسف کا قصہ ہے جو آج سے گیارہ سو برس پہلے تمام ایشیا اور یورپ میں شہرت پاچکا ہے - یوز آسف حضرت مسیح ہی تھے جو صلیب سے نجات پاکر پنجاب کی طرف گئے - اور پھر کشمیر میں پہونچے اور ایک سو بیس برس کی عمر پاکر وفات پائی - اس پر بڑی دلیل یہ ہے کہ یوز آسف کی تعلیم اور انجیل کی تعلیم ایک ہے اور دوسرے یہ قرینہ کہ یوز آسف اپنی کتاب کا نام انجیل بیان کرتا ہے تیسرا قرینہ یہ کہ اپنے آپکو شہزادہ نبی کہتا ہے چوتھا یہ قرینہ کہ یوز آسف کا زمانہ اور مسیح کا زمانہ ایک ہی ہے بعض انجیل کی مثالیں اس کتاب میں بعینہ موجود ہیں جیسا کہ ایک کسان کی مثال - چوتھا تاریخی گواہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر وہ قبر ہے جو محلہ خان یار سری نگر کشمیر میں موجود ہے بعض کہتے ہیں کہ یوز آسف شہزادہ نبی کی قبر ہے - اور بعض کہتے ہیں کہ عیسی صاحب کی قبر ہے اور کہتے ہیں کہ کتبہ پر یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ شہزادہ اسرائیل کے خاندان میں سے تھا - کہ قریباً اٹھارہ سو برس اس بات کو گذر گئے - جب یہ نبی اپنی قوم سے ظلم اٹھا کر کشمیر میں آیا تھا اور کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا - اور ایک شاگرد ساتھ تھا - اب بتلاؤ کہ اس تحقیق میں کونسی کسر باقی رہ گئی سچائی کو قبول نہ کرنا یہ اور بات ہے لیکن کچھ شک نہیں کہ بھانڈا پھوٹ گیا اور یوز آسف کے نام پر کوئی تعجب نہیں ہے کیونکہ یہ نام یسوع آسف کا بگڑا ہوا ہے - آسف بھی حضرت مسیح کا عبرانی میں ایک نام ہے جس کا ذکر انجیل میں بھی ہے اور اس کے معنے ہیں متفرق قوموں کو اکٹھا کرنے والا - اب بخوف اندیشہ طول اسی پر میں ختم کرتا ہوں اور میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلے اور اکمل طور پر زندہ رسول صرف ایک ہے یعنی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اسی نبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کرکے بھیجا ہے جس کو شک ہو وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کرالے اگر میں نہ آیا ہوتا تو کچھ عذر بھی تھا مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دیکھو میں زمین اور آسمان کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے مردے زندہ ہو رہے ہیں - نشان ظاہر ہو رہے ہیں - برکات ظہور میں آرہے ہیں - غیب کے چشمے کھل رہے ہیں - پس مبارک جو اپنے تئیں تاریکی سے نکالے - والسلام علی من اتبع الھدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان
۵ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ مطابق ۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۶ء روز مبارک جمعہ

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

دینیات کی منسوخ اور قوم کی عدم توجگی

افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ شاخ دینیات کے متعلق جو رائے ہم نے اخبار الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں ظاہر کی تھی اس پر ہمارے کسی شہر کی جماعت کی طرف سے کوئی ہمدردی نہیں کی گئی - کاش اتنا ہی کہا جاتا کہ اگر وہ رائے صحیح نہ تھی اور اس سے کوئی بہتر صورت نکل سکتی تھی تو اس کو ہی پیش کیا ہوتا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینی علوم اور ان کی تعلیم اور ان کی اشاعت کا مذاق جیسا چاہئے تھا پیدا نہیں ہوا ہماری یہی تمنا ہے کہ قوم بیدار ہو اور قرآنی علوم کی اشاعت کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاوے

رسالہ فضل حق

کے لئے جو درخواستیں بدون ٹکٹ آتی ہیں انکی تعمیل نہیں ہوسکتی اس کا ٹکٹ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے نام آنا چاہیئے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ کریں۔

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

لاہور کے پیسہ اخبار مورخہ ۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۶ء

کی اشاعت میں اس عنوان سے پھر اُس تحریر پر ریمارک کیا ہے جو طاعون کے آخری علاج کے متعلق ہم نے شائع کی تھی۔ اور جسمیں ہم نے یہ فقرہ لکھا تھا کہ لاہور کے پیسہ اخبار نے جو اپنے طاعون کے علاج کو دعا پر ختم کر بیٹھا ہے اس سے پیشتر دعا و دوائے طاعون پر بے معنی ہنسی کی تھی۔ خدا کی غیرت نے اسکو اس الزام سے ملزم کیا اور اُس پر حجت پوری ہوئی وغیرہ۔ پیسہ اخبار نے اپنی اُس دلچسپی کے باعث جو اُس کو ایک عرصہ تک انجیل سے رہی ہے مندرجہ حاشیہ فقرہ کا عنوان لکھ کر اپنی انجیل دانی اور دانشمندی کا ثبوت دیا ہے اور ہمارے اس دعوے کو لغو۔ غلط اور بیہودہ قرار دیا ہے اور پھر اندرونی دھڑکے سے ڈر کر پیسہ اخبار کی ایک تحریر کا اظہار بھی کر دیا ہے جس میں حضرت اقدس کے اشتہار طاعون پر ملفنہ چینی کی تھی اور جس کا مفصل اور دندان شکن جواب اُسی وقت الحکم میں شائع کر دیا گیا تھا۔ تاہم پیسہ اخبار کے ادعاء باطل کی حقیقت کے اظہار کے لئے ہم اس ۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کے اخبار سے یہ ظاہر کئے دیتے ہیں کہ ہمارا ریمارک بالکل درست اور پیسہ اخبار کا ادعاء باطل محض تھا۔ چنانچہ پیسہ اخبار نے اعتراف کیا ہے کہ اُس نے یہ لکھا تھا کہ

جب کہ مرزا صاحب کو الہام کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ وبا بندوں کے گناہ کی سزا ہے اور اس کا علاج توبہ و استغفار قرار دیا گیا ہے تو پھر اس کے لئے دوا کی کیا ضرورت ہے جو پارہ اور گندھک کے اجزا سے ملول دن کے طیار کرکے استعمال کرنی چاہیئے اور اگر دوا سے طاعون اچھی ہو سکتی ہے تو دعا کی اُس کے لئے ضرورت نہیں۔

اب ہم انصاف پسند پبلک سے پوچھتے ہیں کہ پیسہ اخبار کی یہ سطور دوا اور دعا کے باہم تعلق پر استہزا اور استخفاف کا رنگ لئے ہوئے نہیں ہیں۔ پیسہ اخبار کو اپنے یہ فقرات پڑھ کر شرمندہ ہونا چاہیئے اور آیندہ کے لئے ذرا سوچ سمجھ کر قلم اٹھایا کریں۔ پیسہ اخبار غلط بیانی کا الزام لگاتے لگاتے خود ہی اس الزام کے نیچے آ گیا ہے یہ صریح جھوٹ ہم نہیں سمجھتے کہ پیسہ اخبار کے نزدیک کیونکر جائز اور ناقابل شرم قرار دیا گیا ہو پیسہ اخبار نے اسی ریمارک میں جو ہماری تحریر پر کیا ہے دہلی کے ایک مراسلت کا حوالہ دیا ہے اور لکھا ہے کہ ۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کے اخبار میں دوسری جگہ درج ہے اب یا تو اپنی زبان سے اپنی دروغگوئی اور غلط بیانی کا اعتراف کرے یا اُس مراسلہ کو چھاپے۔

اعلام

لدھیانہ کے کسی کورٹ انسپکٹر نے فضل رحمانی نام کتاب حضرت اقدس کے خلاف لکھی تھی اُس کا جواب ہمارے محترم بھائی محمد اسماعیل صاحب ڈرافٹسمین دہلی نے شہادت آسمانی کے نام سے لکھا ہے۔ کتاب مذکور ۵/ کو مطبع خورشید اسلام دہلی سے مل سکتی ہے۔

اب بھی برٹش راج کی تعریف نہ کروگے

ہمارے کوتاہ اندیش مخالفوں کو جب کچھ اور نہیں سوجھتا تو اپنی خباثت باطنی کے اظہار کے لئے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب اور آپکی جماعت گورنمنٹ کی بڑی مداح اور ثنا خواں ہے۔ ہمکو افسوس سے پھر بار بار کہنا پڑتا ہے کہ ان نادانوں اور نافہموں نے قیصرہ ہند کے مبارک عہد کی قدر نہیں کی اور یہ قدر ان کو تب معلوم ہوتی جب اسلام سے محبت اور غیرت ہوتی + پھر وہ دیکھتے کہ اس مبارک عہد میں کیسی مذہبی آزادی عطا فرمائی گئی ہے۔ ہم ان بداندیش لوگوں کو ریاست فریدکوٹ کا ایک واقعہ سنانا چاہتے ہیں جہاں حال میں ایک ناقابل عفو ظلم کیا گیا ہے۔ پرگنہ کوٹ کپورہ کی ایک مسجد میں کسی اجنبی کے اذان دینے پر تمام قصبہ کے مسلمانوں پر جرمانہ کیا گیا ہے اور امام مسجد معتوب ہوا ہے۔ اب اے عقل کے دشمنو! اور اسلام کے بدخواہو! تم ہی بتلاؤ کہ اگر ہم قیصرہ ہند کی برکتوں کے شکریہ کا اظہار نہ کریں تو کیا **ریاست فریدکوٹ** جیسے راجوں کی تعریف کیا کریں جنہوں نے اس روشنی اور آزادی کے زمانہ میں اسقدر عتاب مسلمانوں پر کیا ہے؟ ہمکو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ اس معاملہ پر ہم قلم اُٹھائیں اور گورنمنٹ عالیہ کے کانوں تک اس فریاد کو پہونچائیں مسلمانوں پر جو جو ظلم و ستم اس ریاست میں ہو رہے ہیں اور جسقدر اُن کے مذہبی حقوق پر دست درازیاں کی جاتی ہیں اُن پر ہم کو مسلسل لکھنے کی ضرورت ہے اور یہ سلسلہ ہم کسی آئندہ اشاعت سے شروع کریں گے۔ اس کے مقابلہ میں گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات دیکھ کر بے اختیار دل تعریف اور دعا سے بھر جاتا ہے۔ ظالم طبع مسلمان جو مسیح موعود کے منکر ہو کر محسن کے حقوق کو نظر انداز کرتے ہیں ذرا غور فرماویں۔

سراج الحق

رسالہ

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسکی کم رکھی گئی ہے تاکہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۲ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم ہے فی تولہ خالص ممیرہ فی ماشہ ۵ مصری سرمہ فی تولہ ۴ محصول ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے اکسیر ہے آنکھوں کا بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھیں۔ اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر۔ ای ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم۔ بی ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ ایک زیر علاج مریض مسماۃ رام دیوی عمرہ ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں جوڑ جوڑ دانے نکلے ہوئے تھے اور بال پڑتے ہیں اور آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر پرجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اقسام کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں کیلئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی وضعی ثابت کر دیگا تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۹۰۹ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا